خواتین کی امامت

مفتی محمد طیب ارشد

نماز باجماعت شرع شریف میں ایک محبوب عمل، باعثِ اجر وثواب اور فرض نمازوں میں مردوں کے لئے سنت مؤکدہ بلکہ واجب کے مشابہ ہے۔ فرض نمازوں کے علاوہ بھی کئی نمازوں میں جماعت کا اہتمام سنت اور مستحسن ہے۔ مرد امام کی اقتداء میں صرف مرد مقتدی ہوں تو جماعت سنت متوارثہ، شعائرِ اسلام میں سے ایک شعار ہے۔

وَالصَّلٰوہ بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ الْاَحْرَارِ بِلا عُذْرٍ فِي الْاَصَحِّ مُؤَكَّدَةٌ شَبِيْهَةٌ بِالْوَاجِبِ۔ (مراقی الفلاح صفحہ ۶۷)

نماز باجماعت مردوں کے لئے سنت ہے اگر کوئی عذر نہ ہو اور اصح قول یہ ہے کہ جماعت سنتِ مؤکدہ ہے جو کہ واجب کے مشابہ ہے۔

وَهُوَ اَنَّ صَلٰوةَ الْجَمَاعَةِ وَاجِبَةٌ عَلَى الرَّاجِحِ فِي الْمَذْهَبِ اَوْ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فِيْ حُكْمِ الْوَاجِبِ كَمَا فِي الْبَحْرِ۔ (فتاویٰ شامی، ص ۴۵۷، ج ۱)

نماز باجماعت احناف (کثرھم اللہ تعالیٰ) کے ہاں راجح قول میں سنتِ مؤکدہ ہے پس واجب کے حکم میں ہے۔

اِنَّهَا مِنْ شَعَائِرِ الْاِسْلَامِ وَمِنْ خَصَائِصِ هٰذَا الدِّيْنِ۔ (مراقی الفلاح، ص ۶۷)

جماعت شعائرِ اسلام اور اس دین کے خصائص میں سے ہے۔

البتہ خواتین کی نماز باجماعت سے متعلق مختلف روایات اقوال منقول ہیں۔

۱۔ امام مرد ہو اور اقتداء میں مرد اور عورتیں ہوں۔

۲۔ امام مرد ہو اور اقتداء میں صرف عورتیں ہوں۔

۳۔ امام عورت ہو اور اقتداء میں صرف مرد ہوں۔

۴۔ امام عورت ہو اور اقتداء میں مرد اور عورتیں ہوں۔

۵۔ مرد امام کی اقتداء میں مرد اور عورتیں ہوں اور حدث کی صورت میں مرد امام عورت کو خلیفہ بنائے۔

☆میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

۶۔ امام عورت ہو اور اقتداء میں صرف عورتیں ہوں۔

ان صورتوں کا بالترتیب حکم شرعی ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ امام مرد ہو اور اقتداء میں مرد اور عورتیں ہوں۔

ایسی صورت میں عورتوں کی نماز تب صحیح ہوگی کہ امام نے عورتوں کیلئے امامت کی نیت کی ہو۔

وَیَجُوزُ اقْتِدَاءُ الْمَرْأَۃِ بِالرَّجُلِ اِذَا نَوَی الرَّجُلُ اِمَامَتَهَا ۔(بدائع الصنائع، ص ۳۵۲، ج۱)۔

مرد کی اقتداء میں عورت کی نماز تب جائز ہے کہ مرد امام نے اُس کی اقتداء کی ہو۔

وَلَا تَدْخُلُ الْمَرْأَۃُ فِیْ صَلٰوۃِ الرِّجَالِ اِلَّا اَنْ یَّنْوِیَهَا الْاِمَامُ۔

(ردالمحتار، ص ۵۷۶، جلد ۱)

مرد امام کی نماز (باجماعت) میں عورت داخل نہ ہو مگر یہ کہ مرد امام نے اُس کی اقتداء کی نیت کی ہو۔

(خلاصہ ہر دو عبارت کا) یعنی مرد امام اگر عورت کی امامت کی نیت کرے تو تب وہ نماز میں داخل ہوگی۔

۲۔ مرد امام ہو اور اقتداء میں صرف عورتیں ہوں۔

اس صورت میں نماز تب صحیح ہوگی کہ جماعت مسجد میں ہو، اگر مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ ایسی جماعت ہو تو امام اور مقتدی عورتوں کی نماز تب صحیح ہوگی کہ کوئی مرد یا امام کی زوجہ یا امام کی ذی رحم محرم بہن یا ماں وغیرہ باجماعت میں شامل ہو۔

تُکْرَہُ اِمَامَۃُ الرَّجُلِ لَهُنَّ فِیْ بَیْتٍ لَّیْسَ مَعَهُنَّ رَجُلٌ غَیْرُہٗ وَلَا مُحَرَّمٌ مِّنْهُ کَاُخْتِهٖ اَوْ زَوْجَتِهٖ اَوْ اَمَتِهٖ اَمَّا اِذَا کَانَ مَعَهُنَّ وَاحِدٌ مِّنْهُنَّ اَوْ اَمَّهُنَّ فِی الْمَسْجِدِ لَا یُکْرَہُ۔ (البحر الرائق، ردالمحتار، ص ۵۶۶، ج۱)

مرد امام اگر کسی مکان وغیرہ میں عورتوں کو نماز باجماعت پڑھائے اور مقتدیوں میں کوئی مرد یا امام کی ذی رحم محرم مثلاً بہن یا امام کی زوجہ یا لونڈی جماعت میں شامل نہ ہو تو امام اور مقتدی عورتوں کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی البتہ ایسی جماعت اگر مسجد میں ہو تو مکروہ نہ ہوگی۔

قَوْلُہ' فِی الْمَسْجِدِ لِعَدَمِ تَحَقُّقِ الْخَلْوَۃِ فِیْہِ لَوِ اجْتَمَعَ بِزَوْجَتِہٖ فِیْہِ لَا یُعَدُّ خَلْوَۃً۔ (ردالمختار، صہ ۵۶۶، ج۱)

مسجد کے بارے میں تشریح یہ ہے کہ مسجد میں اجنبیہ عورتوں کا امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہونا خلوت کے حکم میں نہیں ہے۔ جیسا کہ خاوند اگر مسجد میں اپنی منکوحہ کے ساتھ ہو تو مسجد میں یہ خلوت معتبر نہیں ہے۔

۳۔ امام عورت ہو اور اقتداء میں صرف مرد ہوں۔

تمام ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی صورت میں مرد مقتدیوں کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

لَا یَجُوْزُ لِلرِّجَالِ اَنْ یَّقْتَدُوْا بِامْرَأَۃٍ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَخِّرُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَخَّرَھُنَّ اللّٰہُ فَلَا یَجُوْزُ تَقْدِیْمُھَا۔ (فتح القدیر، ص۲۵۳، ج۱)

مردوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ عورتوں کی اقتداء کریں اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا انہیں (عورتوں کو) مؤخر رکھو جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (گواہی، میراث، ولایت، شہادت میں) مؤخر رکھا ہے۔ لہٰذا انہیں مردوں کا امام بنانا جائز نہیں ہے۔

۴۔ امام عورت ہو اور اقتداء میں مرد اور عورتیں ہوں۔

اس صورت میں مردوں کی نماز باطل ہو جائے گی اور عورت امام و مقتدی عورتوں کی نماز مختلف فیہ ہے۔

لِاَنَّ الرِّجَالَ لَمْ تَنْعَقِدْ صَلَاتُھُمْ۔ (فتاویٰ شامی، ص۵۶۵، ج۱)

مردوں کی نماز اس لئے باطل ہوگی کہ عورت کی اقتداء میں مردوں کی نماز منعقد نہیں ہوتی۔

۵۔ مرد امام کی اقتداء میں مرد اور عورتیں ہوں اور امام حدث کی صورت میں عورت کو خلیفہ بنائے۔

اس صورت میں امام مرد اور خلیفہ عورت اور مقتدی مردوں، عورتوں سب کی نماز باطل ہو جائے گی۔

وَلَوْ اَمَّتْ فِیْھَا (اَیِ الْجَنَازَۃِ) رِجَالًا لَّا تُعَادُ. (اِلٰی اَنْ قَالَ) اِلَّا اِذَا اسْتَخْلَفَھَا

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

اَلْاِمَامُ وَخَلْفَهٗ رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ فَتَفْسُدُ صَلٰوةُ الْكُلِّ. قَالَ الشَّارِحُ وَهٰذَا لَيْسَ خَاصًّا بِالْجَنَازَةِ بَلْ غَيْرُهَا مِثْلُهَا (الخ)۔ (ردالمحتار، ص ۵۶۵، ج۱)

اگر عورت نمازِ جنازہ میں مردوں کی امامت کرائے تو نمازِ جنازہ کا اعادہ نہ کیا جائے گا (کیونکہ عورت کی نماز صحیح ہونے سے فرض ساقط ہوگیا) ہاں اگر نمازِ جنازہ میں مرد امام تھا اور اُس نے (حدث کی صورت میں) عورت کو خلیفہ بنایا جب کہ اُس کی اقتداء میں مرد اور عورتیں تھیں تو امام اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی، شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں فسادِ صلوٰۃ کا یہ حکم نمازِ جنازہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جس نماز میں بھی مرد امام عورت کو خلیفہ بنائے تو سب کی نماز فاسد ہوگی۔

۶۔ امام عورت اور اقتداء میں صرف عورتیں ہوں۔

اس صورت کے حکم کی فقہی تحقیق ہمارا مقصود ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ احادیث مبارکہ اور تصریحاتِ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کی روشنی میں فقہی تحقیق علماءِ اہلسنت کی خدمت میں پیش کریں۔

اور جو علماء، فضلاء جماعۃ النساء میں کراہت تحریمی پر دلیل نہ ہونے کا گمان کرتے ہیں اور متقدمین، متاخرین کی تحقیقات سے ماوراء کوئی مؤقف اپنے مضامین، رسائل میں بیان کرتے ہیں اُن پر واضح کرنا ہے کہ بقولِ امامِ اہلسنت الشاہ احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم رہا کہ صدیوں بعد پیدا ہونے والے مسائل کا حل وہ اپنی کتابوں میں تحریر کر گئے ہیں۔

لہٰذا بندہ اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود بعونہ تعالیٰ مسئلہ جماعۃ النساء کا حل احادیث مبارکہ، اُصولِ حدیث، اُصولِ فقہ سے پیش کر کے اسلاف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات بطور استشہاد سامنے لائے گا۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔

تمہیدات

تمہیدی مقدمہ نمبر ۱:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دورِ اقدس میں خواتین مسجد میں آتیں اور نماز باجماعت پڑھتی تھیں۔ جب کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دورِ اقدس اور صحابہ کرام ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ادوار میں خواتین کیلئے مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی کوئی مخصوص جگہ نہ ہوتی تھی۔

بلکہ مرد امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے لئے اُن کی صفیں مردوں کی صفوں سے پیچھے ترتیب دی جاتی تھیں۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ خواتین کا پردہ محل خطر میں آنے لگا ابتداءً مسجد میں عورتوں کے آنے پہ کہیں بھی نماز باجماعت ادا کرنے کا جواز عورتوں کے محفوظ، مأمون پردہ سے معلول تھا۔

پردہ کا تحفظ جب گردشِ دوراں کی زد میں آنے لگا، اسلام عرب سے عجم میں پھیلنے لگا، خیر القرون کے بعد نومسلم معاشرہ میں قبل از اسلام تہذیب کے اثرات سے فسق عام ہونے لگا تو عورتوں کے مسجد میں آنے کا حکم علت فسق سے **معلوم** ہوگیا۔

تمہیدی مقدمہ نمبر ۲:

محدثین عظام، فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ اُصول مُسلم ہے کہ کراہت کا حکم کسی علت سے معلوم ہو یا کسی دلیل سے ثابت ہو، جب علت معدوم ہو جائے یا کوئی شرعی ضرورت موجود ہو جائے تو کراہت کا رفع ہو جاتی ہے۔ اور اُس کی جگہ جواز مع الاباحت یا جواز مع الاستحسان ثابت ہو جاتا ہے۔ احادیث، آثار سے ثابت ہے کہ خواتین کے مسجد میں آنے یا کسی بھی جگہ نماز باجماعت ادا کرنے کے جواز یا عدمِ جواز کا حکم کسی بھی دور میں مطلق نہیں رہا بلکہ معلول بالعلۃ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک وقت تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکو۔

اُم المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کی جماعت کراتی رہیں۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

اور ایک صحابیہ حضرت اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنے گھر کی عورتوں کو نماز باجماعت پڑھاتی رہیں۔

پھر ایک وقت آیا کہ اُم المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں آج کل عورتوں نے جو نئے طریقے اپنا لئے ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کردیتے۔

پھر ایک وقت آیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جوان عورتیں مسجد میں نہ آیا کریں۔

پھر وقت آیا کہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جوان عورتیں مسجد میں کسی بھی نماز کے لئے نہ آئیں اور بوڑھی عورتیں فجر، مغرب، عشاء کی نمازوں کے لئے مسجد میں اور عیدین کی نمازوں کے لئے عیدگاہ میں آئیں۔

پھر سیدنا امام ابو یوسف، امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنے دور میں فرمایا جوان عورتیں مسجد میں کسی بھی نماز کے لئے نہ آئیں اور بوڑھی عورتیں تمام نمازوں کے لئے مسجد میں آئیں۔

پھر ایک وقت آیا کہ متاخرین نے فرمایا نہ تو جوان عورتیں کسی نماز کے لئے مسجد میں آئیں اور نہ ہی بوڑھی عورتیں کسی نماز کے لئے مسجد میں آئیں۔

دلائل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ۔ (شرح السنۃ، ص ۱۲۱، ج ۲)

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی بندیوں (اپنی عورتوں) کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔

عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَتْ اَحَدَکُمْ اِمْرَاَتُهٗ اِلَی الْمَسْجِدِ فَلَا یَمْنَعُهَا۔

(مصنف عبدالرزاق، ص ۶۸، ج ۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم میں کسی ایک سے اُس کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو وہ اُسے منع نہ کرے۔

عَنْ رَیْطَةَ اَنَّ عَائِشَةَ الصِّدِّیْقَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا اَمَّتْهُنَّ وَقَامَتْ بَیْنَهُنَّ فِیْ صَلٰوةٍ مَکْتُوْبَةٍ۔ (مصنف عبدالرزاق، ص۱۴۳، ج ۳، طبع جدید)

حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرض نماز میں عورتوں کی امامت کرائی اور اُن کے درمیان کھڑی ہوئیں۔

وَعَنْ حُجَیْرَہ بِنْتِ حَصَنٍ قَالَتْ اَمَّتْنَا اُمُّ سَلْمَةَ فِیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَامَتْ بَیْنَنَا۔ (مصنف عبدالرزاق، ص۱۴۳، ج ۳)

حضرت حجیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمیں نمازِ عصر باجماعت پڑھائی تو ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

وَعَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ تَؤُمُّ الْمَرْاَةُ النِّسَآءَ تَقُوْمُ فِیْ وَسْطِهِنَّ۔ (مصنف عبدالرزاق، ص۱۴۳، ج ۳)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں عورت خواتین کی امامت کرائے تو اُن کے درمیان کھڑی ہو۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْخَلَّادِ قَالَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَزُوْرُهَا فِیْ بَیْتِهَا وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا یُّؤَذِّنُ لَهَا وَاَمَرَهَا اَنْ تَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَاَنَا رَاَیْتُ مُؤَذِّنَهَا شَیْخًا کَبِیْرًا۔ (سنن ابی داؤد شریف ص ۹۵ ج۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مؤذن مقرر فرمایا جو حضرت اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے اذان دیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو امر فرمایا تھا کہ وہ اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کرایا کریں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اُن کے مؤذن کو دیکھا وہ ایک بوڑھے شخص تھے۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت لو ادرک رسول الله صلی الله علیه وسلم ما احدثت النساء لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔

(بخاری شریف، ص ۱۲۰، ج ۱)

حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں عورتوں نے جو نئے طریقے اختراع کر لئے ہیں انہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرماتے، جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا۔

وَيُكْرَهُ لِلنِّسَآءِ حُضُوْرُ الْجَمَاعَةِ يَعْنِيْ الشَّوَابَّ مِنْهُنَّ لِمَا فِيْهِ مِنْ خَوْفِ الْفِتْنَةِ وَلاَ بَأْسَ اَنْ تَخْرُجَ الْعُجُوْزُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَهٰذَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَمَّا عِنْدَهُمَا فَتَخْرُجُ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِاَنَّهٗ لَا فِتْنَةَ لِقِلَّةِ الرَّغْبَةِ فِيْهِنَّ (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَالْفَتْوٰى الْيَوْمَ عَلَى الْكَرَاهَةِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِظُهُوْرِ الْفِسْقِ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ۔

(الجوہرالنیرۃ، ص ۷۲، ج ۱)

یعنی جوان عورتوں کے لئے مکروہ ہے کہ وہ مسجد میں آئیں اس لئے کہ اس میں فتنے کا خوف ہے۔ اور بوڑھی عورتیں فجر، مغرب، عشاء، جمعہ اور عیدین کی نمازوں کے لئے مسجد میں آئیں تو کوئی حرج نہیں ہے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس طرح ہے جب کہ صاحبین (امام ابو یوسف، امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ) کے نزدیک بوڑھی عورتیں تمام نمازوں کے لئے مسجد میں آئیں اس لئے کہ فساق کو ان میں رغبت نہیں ہوتی اور آج فتویٰ یہ ہے کہ جوان، بوڑھی عورتیں تمام نمازوں کے لئے مسجد میں نہ آئیں اس لئے کہ اس زمانہ میں فسق ظاہر ہے۔

دعوتِ نظر وفکر

مسئلہ ایک ہے کہ عورتیں مسجد میں یا گھر کی چار دیواری میں نماز باجماعت ادا کریں تو

محولہ عبارات میں واضح ہے کہ خیرالقرون اور بعد کے ادوار میں اس مسئلہ کا حکم تبدیل ہوتا رہا، اور تبدیلی کے بعد حکم شرعی حیثیت کا حامل رہا اس تبدیلی حکم کو بعض ظاہر بین لوگوں نے اختلاف آئمہ سے موسوم کیا۔ لیکن علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اس اختلاف حکم کو فقہی تحقیق کی روشنی میں اس طرح پیش فرمایا ہے:

اَیْ مَا اَفْتٰی بِهِ الْمُتَأَخِرُوْنَ لِعَدَمِ الْعِلَّةِ السَّابِقَةِ فَیَبْقَی الْحُكْمُ فِیْهِ عَلٰی قَوْلِ الْإِمَامِ فَافْهَمْ۔ (ردالمحتار، ص ٥٦٦، ج ١)

متاخرین نے جو فتویٰ دیا ہے (کہ جوان، بوڑھی عورتیں کسی بھی نماز کے لئے مسجد میں نہ آئیں) وہ علت سابقہ (جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تھی) کے معدوم ہونے کی وجہ سے ہے تو اس مسئلہ میں اب حکم امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر ہی باقی رہا اس اجمال کی تفصیل امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَمِثْلَ ذٰلِکَ یَقَعُ فِیْ اَقْوَالِ الْاَئِمَّةِ اِمَّا لِحُدُوْثِ ضَرُوْرَةٍ اَوْ حَرَجٍ اَوْ عُرْفٍ اَوْ تَعَامُلٍ اَوْ مُصْلَحَةٍ مُهِمَّةٍ تُجْلَبُ اَوْ مُفْسِدَةٍ مُلِمَّةٍ تُسْلَبُ وَذٰلِکَ لِاَنَّ اسْتِثْنَاءَ الضَّرُوْرَاتِ وَدَفْعَ الْحَرَجِ وَمُرَاعَاةَ الْمَصَالِحِ الدِّیْنِیَّةِ الْخَالِیَةِ عَنْ مُفْسِدَةٍ تَرْبُوْ عَلَیْهَا وَدَرْءُ الْمَفَاسِدِ وَالْاَخْذُ بِالْعُرْفِ وَالْعَمَلُ بِالتَّعَامُلِ كُلُّ ذٰلِکَ قَوَاعِدُ كُلِیَّةٌ مَعْلُوْمَةٌ مِنَ الشَّرْعِ لَیْسَ اَحَدٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ اِلَّا مَائِلاً اِلَیْهَا اَوْ قَائِلاً بِهَا وَمَعْمُوْلاً عَلَیْهَا فَاِذَا كَانَ فِیْ مَسْئَلَةٍ نَصُّ الْاِمَامِ ثُمَّ حَدَثَ عَلٰی عَهْدِهٖ لَكَانَ قَوْلُه' عَلٰی مُقْتَضَاهُ لَا عَلٰی خِلَافِهٖ وَرَدِّهٖ، الخ۔

(فتاویٰ رضویہ، ص ١١٠، ج ١)

اور اس قسم کی چیزیں اقوالِ ائمہ میں ہوتی ہیں اور ان کے اسباب یہ ہو سکتے ہیں ضرورت، حرج، عرف، تعامل، اہم مصلحت اور فساد، یہ اس لئے کہ ضرورتوں کا استثناء، حرج کا دفع کرنا اور مصالح دینیہ کی رعایت کرنا جو زیادہ مفاسد سے خالی ہوں اور مفاسد کو دور کرنا، عرف کو اختیار کرنا اور تعامل پر عمل کرنا یہ ایسے شرعی قواعد کلیہ ہیں جو سب کو معلوم ہیں اور ائمہ یا تو ان کی طرف مائل ہیں یا ان کے قائل ہیں یا ان پر اعتماد

کرتے ہیں اگر کسی مسئلہ میں امام کی نص موجود ہو اور پھر یہ مغیرات پائے جائیں تو ہم قطعی طور پر جان لیں گے کہ اگر یہ امور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوتے تو آپ کا قول ان کے مقتضی پر ہوتا نہ کہ ان کے خلاف اور رد میں۔

ثابت ہوا کہ مرور زمانہ، تنوع اسباب، تغیر ضرورات، عدم وجود علت اور مصلحت دینی سے ایک معاملے کا حکم تبدیل ہوتا رہتا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسا حکم وہی ہوتا ہے جو کسی علت سے معلوم ہو، لہٰذا جس بھی علت، سبب سے جو حکم ثابت ہوگا وہ شرعی حیثیت کا حامل ہوگا جیسا کہ تمہیدی مقدمہ میں ذکر ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دورِ اقدس میں زہد، تقویٰ اور خشیت الٰہی صحابۂ کرام میں بدرجہ کمال تھی تو عورتوں کا مسجد میں آ کر مرد امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا ایک معمول تھا اور گھروں میں بھی خواتین اپنی جماعت کراتی رہیں تو اُس وقت جماعۃ النساء کے جواز کی علت عورتوں کا پردہ یقینی ہوتا تھی۔

پھر حالات میں قدرے تبدیلی آئی اور جواز کی علت محل خطر میں آنے لگی تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر یہ تبدیلی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مشاہدہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (علت جواز نہ ہونے کی وجہ سے) عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرمادیتے۔

اسی طرح ہر دور میں جواز کی علت (تحفظ پردہ) اور عدمِ جواز کی علت (فسق) مختلف ہونے سے جواز، عدمِ جواز کا حکم تبدیل ہوتا رہا۔

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوان عورتوں کو تمام نمازوں کے لئے اور بوڑھی عورتوں کو ظہر، عصر کی نمازوں کے لئے مسجد میں نہ آنے کا حکم علت فسق سے معلول ہے کہ فساق لوگوں سے خواتین کا پردہ محل خطر میں آتا ہے۔

سیدنا امام ابو یوسف، امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے جوان عورتوں کے تمام نمازوں کے لئے مسجد میں نہ آنے کا قول فرمایا کیونکہ اُن کے سامنے عدمِ جواز کی علت کا پایا جانا یقینی ہے اور بوڑھی عورتوں کے تمام نمازوں کے لئے مسجد میں آنے کا قول فرمایا اس لئے کہ عدمِ جواز کی علت (فسق) کا نہ پایا جانا یقینی ہے کیونکہ فساق لوگوں کو بوڑھی عورتوں کی طرف قلت رغبت ہوتی ہے۔

اور متاخرین کے قول عدمِ جواز کی علت (فسق) کا عام پایا جانا ہے کہ انہوں نے تمام

نمازوں کے اوقات میں فساق کے فسق کو عام پایا۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ متاخرین کا یہ فتویٰ اگرچہ بظاہر سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے لیکن دراصل اس میں کوئی مخالفت نہیں ہے اس لئے کہ امام صاحب اور صاحبین علیہم الرحمۃ نے جہاں جماعۃ النساء کی کراہت تحریمی کا حکم دیا ہے وہاں حکم کی علت فساق کا فسق، عورت کا عدمِ تستر (بے پردگی) ہے اور متاخرین نے جہاں جوان، بوڑھی عورتوں کے تمام نمازوں کے لئے مسجد میں آنے کو مکروہ ٹھہرایا ہے تو اُس کی علت بھی فساق کا فسق ہے۔

لہٰذا متاخرین کا فتویٰ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہی فتویٰ ہے۔

التنویر

پیش نظر شواہد میں نظر وفکر سے روشن ہوا کہ جماعۃ النساء کے حکم جواز مع الاستحباب اور حکم کراہت تحریمی کی علل مختلف ہیں جو علت جہاں پائی جائے وہاں حکم اُسی علت کا پایا جائے گا۔

لہٰذا جہاں امام، مقتدی صرف عورتیں ہوں اور وہاں مرد کی موجودگی تو کیا اُس کا امکان بھی نہ ہو تو کشف عورت (بے پردگی) کا مسئلہ بھی پیدا نہ ہوگا جب کشف عورت کا احتمال نہ ہو تو کراہت کی علت موجود نہ ہوئی۔

الاستشهاد

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ جہاں ام المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ، اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ اور حضرت اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے عورتوں کی امامت فرمائی وہاں کسی مرد کی موجودگی کا احتمال تک نہ تھا اس لئے اُن کی امامت بلا کراہت جائز بدرجہ استحباب تھی۔

ہم ابتداء میں عرض کر چکے ہیں کہ جماعۃ النساء کی ممکنہ صورتوں میں سے ایک صورت (کہ امام ومقتدی صرف عورتیں ہوں) کا حکم شرعی ثابت کرنا ہمارا مقصودِ بحث ہے۔

لہٰذا احادیث مبارکہ، اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحقیقات سے ظاہر ہے کہ مستورات کا نماز باجماعت پڑھنا اگر موجب کشف (بے پردگی) ہو تو جماعۃ النساء مکروہ تحریمی ہوگی، جماعت چاہے مسجد

میں ہو یا کسی بھی جگہ ہو۔لیکن مستورات کا نماز باجماعت پڑھنا اگر یقینی طور پر ستر (پردہ) کے ساتھ ہو تو جماعۃ النساء ہرگز مکروہ نہ ہوگی۔اس لئے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جماعۃ النساء مکروہ یا مباح ہونے کا حکم مختلف ادوار میں مختلف رہا ہے اور کسی بھی دور میں یہ حکم مطلق نہیں رہا بلکہ معلول بالعلۃ رہا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دورِ حاضر میں ملک بھر میں مدارس للبنات قائم ہیں ان مدارس میں معلمات، طالبات اور خواتین نگران، خادمات ہوتی ہیں۔

ان مدارس میں جب طالبات، معلمات قیام پذیر ہوں تو وہاں کسی مرد کی موجودگی کا امکان ہرگز نہیں ہوتا، لہٰذا وہ طالبات، معلمات اگر نماز باجماعت ادا کریں تو وہاں کراہت کی علت (بے پردگی) ہرگز نہیں پائی جائے گی جب علت معدوم ہو تو حکم کراہت نہیں آئے گا۔

الشھـــادہ

خیر القرون میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دورِ اقدس میں خواتین کے لئے فساق کے شر سے امن یقینی تھا تو مستورات تمام نمازیں مسجد میں مرد امام کی اقتدا میں ادا کرتی تھیں اور گھروں میں عورت کی اقتداء میں بھی نمازیں ادا کرتی رہیں اس لئے کہ جواز کی علت (پردہ کا تحفظ) یقینی تھی، جب یہ تحفظ بعض خواتین اور بعض اوقات میں یقینی نہ رہا تو علت کراہت موجود ہو جانے سے حکم کراہت ثابت ہوگیا۔

اُب بھی یہی حکم ہے کہ جہاں پردہ کا تحفظ یقینی نہ ہو وہاں خواتین کی نماز باجماعت مکروہ تحریمی ہوگی۔

اور جہاں پردہ کا تحفظ یقینی ہو جیسے مدارس للبنات ہیں یا کوئی مخصوص ہالز وغیرہ ہوں تو وہاں خواتین کی نماز باجماعت جائز بدرجہ استحسان ہوگی۔

اور جب یہ اعتبار کیا جائے کہ ام المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن نے عورتوں کی جماعت کرائی ہے۔

اور یہ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول کہ عورت امامت کرائے تو وہ عورتوں کی صف کے درمیان کھڑی ہو۔

مزید یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو امر فرمایا کہ وہ گھر کی عورتوں کی امامت کرائے۔

جماعۃ النساء اگر شرائط وجودی کے ساتھ (یعنی پردہ یقینی ہو) عورت امام صف کے درمیان کھڑی ہو اور شرائط عدمی بھی پائی جائیں (یعنی بے پردگی نہ ہو مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو عورت کی آواز، لباس، جسم کو لگی خوشبو، پہنے ہوئے زیورات کی چھنکار اور چلنے میں قدموں کی آواز غیر محرم تک نہ پہنچے، نماز کی جگہ تک جانے میں جان، مال، عزت خطرے میں نہ ہو) تو پھر فقہی قواعد کے تحت جماعۃ النساء بدرجۂ استحباب ہوگی۔

الاستشہـــــاد

وَلَمَّا رَدَّ عَلَيْهِ الْبَحْرُ بِاَنَّ هٰذِهِ الْفَتْوٰى مُخَالِفَةٌ لِمَذْهَبِ الْإِمَامِ وَصَاحِبَيْهِ جَمِيْعًا فَاِنَّهُمَا اَبَاحَا لِلْعَجَائِزِ الْحُضُوْرَ مُطْلَقًا وَالْإِمَامِ فِيْ غَيْرِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْجُمُعَةِ فَالْإِفْتَاءُ بِمَنْعِ الْعَجَائِزِ فِي الْكُلِّ مُخَالِفٌ لِلْكُلِّ فَالْاِعْتِمَادُ عَلٰى مَذْهَبِ الْإِمَامِ۔ (فتاویٰ رضویہ، ص۱۱۲، ج۱)

جب اس (متاخرین کے فتویٰ) پر صاحب البحر الرائق نے اعتراض کیا کہ یہ فتویٰ مذہب امام، مذہب صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے کیونکہ صاحبین نے بوڑھیوں کو مطلقاً اجازت دی ہے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر، عصر، جمعہ کے علاوہ نمازوں میں اجازت دی ہے تو ہر نماز میں ہر عورت کو منع کرنا ان تمام ائمہ کرام کی مخالفت ہے پس قابل اعتماد مذہب، مذہب امام ہے۔

اس اعتراض کا جواب صاحب نہر نے اس طرح دیا ہے:

وَفِيْهِ نَظَرٌ بَلْ هُوَ مَاخُوْذٌ مِّنَ الْإِمَامِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِنَّمَا مَنَعَهَا لِقِيَامِ الْحَامِلِ وَهُوَ فَرْطُ الشَّهْوَةِ بِنَاءً عَلٰى اَنَّ الْفَسَقَةَ لَا يَنْتَشِرُوْنَ فِي الْمَغْرِبِ لِاَنَّهُمْ بِالطَّعَامِ مَشْغُوْلُوْنَ وَفِي الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ نَائِمُوْنَ فَاِذَا فُرِضَ انْتِشَارُهُمْ فِيْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ لِغَلَبَةِ فِسْقِهِمْ كَمَا فِيْ زَمَانِنَا بَلْ تَحَرِّيْهِمْ اِيَّاهَا كَانَ الْمَنْعُ

فِیۡهَا اَظۡهَرَ مِنَ الظُّهۡرِ ۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۱۱۳، ج ۱)

اس اعتراض کی تقریر محل نظر ہے۔ بلکہ تمام نمازوں میں منع امام صاحب کے قول سے ماخوذ ہے وہ یوں کے ظہر وعصر میں روکنے کا سبب فاسق لوگوں کا غلبۂ شہوت ہے جب کہ مغرب میں وہ کھانے میں مشغول اور عشاء، فجر میں سونے میں مصروف ہونے کی وجہ سے باہر نہیں گھومتے اور جب فرض کیا جائے کہ غلبہ فسق کی وجہ سے باقی اوقات میں گھومتے ہوں گے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ان اوقات کو وہ اپنے فسق کے لئے موزوں سمجھتے ہیں تو ان اوقات میں منع زیادہ ظاہر ہے۔

ہمیں اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کی اس فقہی تحقیق سے معلوم ہوا کہ جماعت کے لئے عورتوں کا مسجد میں آنا مکروہ ہے یا نہیں اس کی مدار عورت کے پردہ پر ہے کہ پردہ جب غیر محرم اور فاسق سے محفوظ رہا تو جماعۃ النساء کے لئے حکم جواز مع الاستحباب یا جواز مع الاستحسان رہا۔

جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ، اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ اور حضرت اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن عورتوں کی جماعت کراتی رہیں اور جب یہ پردہ غیر محرم اور فساق سے مخدوش ہونے لگا تو جماعۃ النساء کا حکم کراہت تحریمی کا ہوگیا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے نماز فرض، واجب (وتر) سنت (تراویح)، نفل (صلوٰۃ التسبیح) میں خواتین کے لئے عورت کی امامت کو مکروہ تحریمی جن عبارات میں قرار دیا ہے ان عبارات کا محمل (مصداق) یہ ہے کہ عورت امامت کرائے اور راستے میں یا نماز کی جگہ میں عورتوں کا پردہ غیر محرم، فساق کی نظر سے محفوظ نہ رہے۔

اس لئے فقہاء کرام نے کراہت تحریمی کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ عورت امام اگر صف سے آگے کھڑی ہو تو کشف (بے پردگی) زیادہ ہوگا اور کشف عورت کے لئے حرام ہے۔ حالانکہ حالت نماز میں عورت صحیح لباس میں ہوتی ہے اور کشف کا مسئلہ اگر پیدا ہوتا ہے تو اُس وقت ہوتا ہے جب وہاں غیر محرم موجود ہو یا اُس کی موجودگی کا امکان ہو، لہٰذا ایسی صورت میں فتویٰ کراہت تحریمی کا ہوگا۔

اِنَّ التَّعۡلِیۡلَ بِزِیَادَةِ الۡکَشۡفِ غَیۡرُ صَحِیۡحٍ لِبَقَاءِ الۡحُکۡمِ بِدُوۡنِهَا فَاِنَّ الۡمَرۡاَۃَ لَوۡ لَبِسَتۡ ثَوۡبًا حَشۡوًا مِنۡ قَرۡنِهَا اِلٰی قَدَمِهَا وَاَمَّتِ النِّسَاءَ خَاصَّةً وَّلَا رَجُلَ ثَمَّةَ فَاِنَّهٗ لَا کَشۡفَ هُنَاکَ اَصۡلًا فَضۡلًا عَنِ الزِّیَادَةِ اِنَّ ذٰلِکَ نَادِرٌ وَّلَا حُکۡمَ لَهٗ

عَلٰی اَنَّ تَرْکَ التَّقَدُّمِ ثَابِتٌ بِالسُّنَّةِ وَالتَّعْلِيْلُ لِاِيْضَاحِهَا۔

(العنایہ شرح الہدایہ، ص ۲۵۰، ج ۱)

جماعۃ النساء کی کراہت کی دلیل میں یہ کہنا کہ اس میں زیادہ بے ستری ہوتی ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حکم کراہت تو زیادہ کشف (بے پردگی کی زیادہ ہونے) کے بغیر بھی باقی رہتا ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت سر کی چوٹی سے لے کر قدم تک زائد کپڑا پہن کر صرف عورتوں کی امامت کرائے جب کہ اُس جگہ کوئی مرد نہ ہوتو زیادہ بے پردگی تو برطرف وہاں بالکل بے پردگی نہ ہوگی لیکن یہ (کہ عورت سر تا قدم زائد کپڑا پہن لے اور ایسی جگہ امامت کرائے جہاں کوئی مرد نہ ہو) نادر ہے اور نادر (قلیل الوقوع) صورت پر حکم نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ یہ کہ عورتوں کی امام کا آگے کھڑا نہ ہونا سنت سے ثابت ہے یہ علت تو اس کی وضاحت کے لئے ہے۔

صاحب عنایہ کی اس عبارت سے تین امور واضح ہوئے۔

۱۔ متقدمین، متاخرین فقہاء کرام کے ادوار میں عورتوں کا ایسی جگہ نماز باجماعت ادا کرنا جہاں مردوں کی عدم موجودگی یقینی ہو قلیل الوقوع تھا۔

۲۔ عورت امام کے لئے ترکِ تقدم (صف سے آگے کھڑا نہ ہونا) سنت سے ثابت ہے۔

۳۔ عورت امام کا بے پردگی سے بچنا ممکن ہے اگرچہ نادر ہے۔

اَلْاِسْتِشْهَاد

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا نُسَلِّمُ اَنَّهٗ نَادِرٌ لِاَنَّ الْمَرْاَةَ شَانُهَا التَّسَتُّرُ فِيْ كُلِّ الْاَحْوَالِ لَاسِيَّمَا فِي الصَّلٰوةِ خُصُوْصًا اِذَا اَمَّتْ فَاِنَّهَا تَحْتَرِزُ عَنِ انْكِشَافِ شَيْءٍ مِّنْ اَعْضَائِهَا غَايَةَ الْاِحْتِرَازِ فَحِيْنَئِذٍ لَا يُوْجَدُ الْكَشْفُ اَصْلاً فَضْلاً عَنْ زِيَادَتِهٖ وَقَوْلُهٗ عَلٰى اَنَّ تَرْكَ التَّقَدُّمِ (الخ) فِيْهِ نَظَرٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُبَيِّنِ السُّنَّةَ دَلَّتْ عَلٰى تَرْكِ التَّقَدُّمِ۔ (البنایہ شرح الہدایہ، ص ۷۲۶، ج ۱)

ہم یہ (کہ عورت سرتا قدم زائد کپڑا اوڑھے اور ایسی جگہ امامت کرائے جہاں کوئی مرد نہ ہو) تسلیم نہیں کرتے کہ ایسی صورت نادر ہے اس لئے کہ عورت کی حالت ہر حال میں باپردہ رہنا ہے۔ خصوصاً نماز میں جب کہ وہ امامت کرا رہی ہو تو اس سے بھی زیادہ وہ پردہ کا اہتمام کرتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کی بے پردگی سے شدید احتراز کرتی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں بے پردگی بالکل نہ ہوگی زیادہ بے پردگی تو دور کی بات ہے۔ نیز صاحب عنایہ کا یہ قول کہ ترک تقدم سنت سے ثابت ہے محل نظر ہے کیونکہ انہوں نے وہ سنت بیان نہیں کی جو ترک تقدم پر دلالت کرے۔

لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ صاحب عنایہ کا ایسی سنت ذکر نہ کرنا سنت نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ جیسا کہ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے درجنوں مسائل میں یہ اصول ذکر فرمایا ہے کہ شیء کا عدمِ ذکر شیء کے عدمِ وجود کو مستلزم نہیں ہوتا۔ بایں ہمہ ہم حدیث شریف پیش کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ ۔ (مشکوٰۃ شریف، باب مناقب الصحابہ)

میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

لہٰذا عورت امام کے لئے ترک تقدم (صف سے آگے کھڑا نہ ہونا بلکہ صف کے درمیان کھڑا ہونا) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت قولی اور اُم المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی سنت فعلی سے ثابت ہوا کہ عورت امام کے لئے ترک تقدم پر سنت شاہد ہے۔

جماعۃ النساء کے مکروہ تحریمی کے قول کی بظاہر دو وجوہ میں سے ایک وجہ ٹھہرائی گئی ہے۔

وَلِاَنَّهٗ يَلْزَمُهُنَّ اَحَدُ الْمَحْظُوْرَيْنِ اِمَّا قِيَامُ الْاِمَامِ وَسْطَ الصَّفِّ وَهُوَ مَكْرُوْهٌ اَوْ تَقَدُّمُ الْاِمَامِ وَهُوَ اَيْضًا مَكْرُوْهٌ فِیْ حَقِّهِنَّ۔ (تبیین الحقائق، ص ۱۳۶، ج ۱)

عورتوں کی جماعت میں دو ممنوع کاموں میں سے ایک ضرور لازم آتا ہے یا تو عورت امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا اور یہ مکروہ ہے، یا عورتوں کی امام کا صف سے آگے

کھڑا ہونا یہ صورت بھی عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔

لیکن ہم سابقاً بیان کر چکے ہیں کہ عورت امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا سنت سے ثابت ہے۔

جملہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہ شہادت موجود ہے کہ نمازِ جنازہ کی امامت اگر عورت کرائے (جب کوئی مرد موجود نہ ہو) تو وہ عورتوں کی صف کے درمیان کھڑی ہو اور یہ نماز فرضِ کفایہ بلاکراہت باتفاق جملہ آئمہ کرام جائز ہوگی۔ جب کہ قرونِ اولیٰ میں عورت نے نمازِ جنازہ کی امامت کرائی ہو اس کی کوئی مثال نہیں مل سکی۔

لہٰذا عورت جب ضروری شرائط کے تحت امامت کرائے تو صف کے درمیان ہی کھڑی ہو البتہ اتنا ضروری ہے کہ اُس کے پاؤں کے ٹخنے مقتدی عورتوں کے پاؤں سے آگے ہوں۔

جب عورت امام کے لئے ترک تقدم سنت سے ثابت ہے اور اُس کے لئے وجوب تقدم (صف سے آگے کھڑا ہونے) کی کوئی دلیل یا مثال بھی نہیں ہے تو کشف عورت (بے پردگی) کا احتمال بھی نہ رہا تو گویا ترک تقدم کی صورت میں خلاف وجوب، کشف عورت (بے پردگی) میں سے کراہت کی کوئی ایک علت نہیں پائی جاسکتی۔ جب علت کراہت معدوم ہے تو کراہت (معلول) بھی معدوم ہوگی۔

مردوں کی عدم موجودگی کی صورت میں پردہ کے یقینی ہونے سے عورتوں کی جماعت کسی بھی نماز کے لئے ہو تو مباح ہوگی اور اس اباحت کی نسبت ہمارے اسلاف اور اُم المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ، اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ، حضرت اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی طرف ہے، اس لئے کہ اُن کے لئے (جماعۃ النساء میں) جو علت اباحت تھی مذکورہ شرائط کے ساتھ اب بھی جماعۃ النساء کے لئے اباحت کی وہی علت ہے۔

استشہـــــاد

اَلْقَوْلُ قَوْلَانِ صُوْرِيٌّ وَضَرُوْرِيٌّ فَالصُّوْرِيُّ هُوَ الْمَقُوْلُ الْمَنْقُوْلُ وَالضَّرُوْرِيُّ مَالَمْ يَقُلْهُ الْقَائِلُ نَصًّا بِالْخُصُوْصِ لٰكِنَّهٗ قَائِلٌ بِهٖ فِيْ ضِمْنِ الْعُمُوْمِ الْحَاكِمِ ضُرُوْرَةً بِاَنَّهٗ لَوْ تَكَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْخُصُوْصِ لَتَكَلَّمَ كَذَا (اِلٰی

اَنْ قَالَ) فَالْعَمَلُ حِيْنَئِذٍ بِقَوْلِهِ الضَّرُوْرِيِّ الْغَيْرِ الْمَنْقُوْلِ عَنْهُ هُوَ الْعَمَلُ بِقَوْلِهِ لَا الْجُمُوْدِ عَلَى الْمَأْثُوْرِ مِنْ لَفْظِهِ وَقَدْ عَدَّ فِي الْعُقُوْدِ مَسَائِلَ كَثِيْرَةً مِنْ هٰذَا الْجِنْسِ ثُمَّ اَحَالَ بَيَانَ كَثِيْرٍ اُخَرَ عَلَى الْاِشْبَاهِ ثُمَّ قَالَ فَهٰذِهٖ كُلُّهَا قَدْ تَغَيَّرَتْ اَحْكَامُهَا لِتَغَيُّرِ الزَّمَانِ اِمَّا لِلضَّرُوْرَةِ وَاِمَّا لِلْعُرْفِ وَاِمَّا لِلْقَرَائِنِ الْاَحْوَالِ قَالَ وَكُلُّ ذٰلِكَ غَيْرُ خَارِجٍ عَنِ الْمَذْهَبِ لِاَنَّ صَاحِبَ الْمَذْهَبِ لَوْ كَانَ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ لَقَالَ بِهَا وَلَوْ حَدَثَ هٰذَا التَّغَيُّرُ فِيْ زَمَانِهٖ لَمْ يَنُصَّ عَلٰى خِلَافِهَا قَالَ وَهٰذَا الَّذِيْ جَرَّأَ الْمُجْتَهِدِيْنَ فِي الْمَذْهَبِ وَاَهْلُ النَّظَرِ الصَّحِيْحِ مِنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ (الخ)۔ (فتاویٰ رضویہ،ص ۱۰۹، ۱۱۰، ج ۱)

قول دو قسم کے ہیں صوری اور ضروری تو صوری وہ منقول قول ہے۔اور ضروری وہ قول ہے جو کسی قائل کا قول خاص طور پر نہ ہو لیکن وہ قول ضمناً آ گیا ہو اور ضرورتاً اس کا حکم کیا گیا ہو یعنی اگر اس خصوص میں وکلام کرتا تو یہ کلام کرتا۔تو ایسی صورت میں ان کے ضروری قول پر عمل جو آپ (امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے منقول نہ ہو یہ آپ (امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی کے قول پر عمل ہے نہ یہ کہ آپ کے منقول قول پر جمود ہے۔اور عقود میں اس قسم کے بہت سے مسائل گنائے ہیں اور بہت سے مسائل کے لئے اشباہ کا حوالہ دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان تمام کے احکام زمانہ کے تغیرات کی وجہ سے بدل گئے ہیں یا تو ضرورت کی وجہ سے یا عرف کی وجہ سے یا احوال کے قرائن کے باعث اور فرمایا کہ ان میں سے کوئی چیز مذہب سے خارج نہیں ہے کیونکہ اگر صاحب مذہب خود اس زمانہ میں ہوتے تو یہی قول کرتے اور اگر یہ تغیر آپ کے زمانہ میں واقع ہوتا تو وہ اس کے خلاف تصریح نہ کرتے اسی (حقیقت) نے مجتہدین فی المذہب کو جرأت دی ہے اور متاخرین صاحب الرائے نے ظاہر مذہب کی کتب سے ثابت شدہ مذہب کی جو مخالفت کی ہے وہ اپنے زمانہ کے اعتبار سے ہے جیسے کہ خود انہوں نے اس کی تصریح کی ہے۔

سیدی الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ فقہی تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ متقدمین کی ادوار میں جب جماعۃ النساء کے لئے اباحت کی علت موجود تھی تو حکم اباحت کا

تھا اور جب کراہت کی علت موجود تھی تو حکم کراہت کا تھا۔

اب دورِ حاضر میں مدارس للبنات میں خصوصاً اور مخصوص ہالز میں عموماً علت اباحت (مردوں کی موجودگی کا احتمال، بے پردگی کا نہ ہونا) موجود ہے تو جماعۃ النساء بھی مباح ہے پھر یہ کہ دینی طالبات، معلمات تمام تحفظات کے ہوتے ہوئے نماز باجماعت ادا کریں تو یہ جماعت جائز بدرجۂ استحسان ہے۔ (فللّٰہ الحمد)

اور یہ استحساناً جواز کوئی اجتہاد جدید نہیں ہے بلکہ متقدمین کی تحقیقات سے ماخوذ ہے اور جوازِ مستحسن کی علت سابقہ سے معلول ہے۔ لہٰذا جہاں کہیں خواتین کا پردہ یقینی ہو اور وہاں مردوں کی موجودگی کا امکان نہ ہو تو وہاں عورتوں کی نماز عورت امام کی اقتداء میں جائز، مستحسن ہوگی اور جہاں یہ تحفظات نہ ہوں وہاں عورتوں کی نماز عورت امام کی اقتداء میں مکروہ تحریمی ہوگی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط